دل کی بات

کالاباغ ڈیم......اک آگ کا دریا

کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا منصوبہ برسوں پرانا ہے۔ ماضی میں یہ صرف ایک سیاسی شوشہ تھا۔ اب ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ ان دنوں پورے ملک میں صرف اسی عنوان پر بحث وتمحیص اور مناظرہ بازی کا بازار گرم ہے۔ بلاشبہ نئے آبی ذخائر ملکی ضرورت اور ترقی کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ لیکن یہ مسئلہ قومی اتفاق رائے سے ہی حل ہونا چاہیے۔ سندھ، سرحد اور بلوچستان کو کالاباغ ڈیم کی تعمیر پر شدید اختلاف ہے۔ تینوں صوبوں کی قوم پرست جماعتیں اس منصوبے کو اپنے خلاف سازش اور ''پنجاب نوازی'' قرار دے رہے ہیں۔ خود حکومت کے اہم رکن وزیر اعلیٰ سندھ ارباب رحیم نے کالاباغ ڈیم کی کھل کر مخالفت کی ہے اور سندھ کے حقوق کے تحفظ کے لیے استعفیٰ تک دینے کی دھمکی دی ہے۔ حکومت کی حلیف سیاسی جماعت ایم کیو ایم نے بھی ڈیم کی تعمیر کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن) اور دیگر پارٹیوں پر مشتمل اتحاد اے آر ڈی نے بھی کھلی مخالفت کی ہے۔ متحدہ مجلس عمل روزِ اوّل سے اس مسئلہ پر نیم دروں، نیم بروں والا عمل اختیار کیے ہوئے تھی اور تا حال یہی کیفیت ہے۔ وہ سرحد اور بلوچستان میں اپنی حکومتوں کی بقاء کے لیے گومگو کی پالیسی پر گامزن ہے۔ لیکن حکومت کی کھلی حمایت بھی نہیں کر رہی۔ مجموعی طور پر یہ مسئلہ انتہائی متنازعہ صورت اختیار کر گیا ہے۔ ادھر جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کی طرف سے نیشنل سیکورٹی کونسل میں قائد حزبِ اختلاف اور وزیر اعلیٰ سرحد کی شرکت اور جنرل پرویز کے خلاف کسی تحریک میں شامل نہ ہونے حالیہ فیصلے سے مجلس عمل انتشار کا شکار ہے۔ اس مسئلہ پر مولانا فضل الرحمٰن اور قاضی حسین احمد کی راہیں مختلف ہیں۔ نیز مولانا سمیع الحق کی مجلس عمل سے علیحدگی اس اتحاد کے ٹوٹنے کی پہلی کڑی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ قاضی اور فضل الرحمٰن نے مجلس عمل کو یرغمال بنالیا ہے۔ وہ نفاذِ اسلام کی طرف لوٹ آئیں تو میں پہلے کی طرح ساتھ دوں گا۔

جنرل پرویز' کالاباغ ڈیم کی تعمیر پر مُصر ہیں۔ وہ ان دونوں عوامی حمایت حاصل کرنے اور سیاسی قوتوں کو اپنے مؤقف پر قائل کرنے کی مہم پر سندھ کا دورہ کر رہے ہیں۔ وہ سندھ کے بعد پنجاب کا دورہ بھی کریں گے۔ وزیر اعظم' سرحد کے دورہ پر ہیں اور سیاسی رہنماؤں کو کالاباغ ڈیم کی ضرورت واہمیت سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جنرل پرویز نے حیدرآباد میں کہا:

> ''نئے آبی ذخائر نہ بنے تو ملک بنجر ہوجائے گا۔ اس وقت پاکستان کو تین یا چار ڈیموں کی اشد ضرورت ہے۔ بھاشا، اسکردو اور کالاباغ ڈیم ۲۰۲۰ء تک مکمل کرنے ہوں گے۔ ڈیم کی مخالفت میں ملک توڑنے

کی باتیں کرنے والوں کے ہاتھ توڑیں گے۔‘‘

جنرل پرویز کا مؤقف بہ ظاہر تو بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن سیاست دانوں کا کہنا ہے کہ وہ منتخب نہیں غاصب حکمران ہیں۔ایسے اہم فیصلے ایک منتخب سیاسی حکومت ہی اتفاق رائے سے کرسکتی ہے۔جنرل پرویز خود متنازعہ ہیں‘ اس لیے ہم اُن کی کوئی بات ماننے کے لیے تیار نہیں۔محسوس ہوتا ہے کہ ’’کالا باغ ڈیم‘‘ جنرل پرویز کو رخصت کرنے کی چابی ہے جو سیاست دانوں کے ہاتھ لگ گئی ہے‘ جسے وہ کسی بھی صورت کھونے کے لیے تیار نہیں۔

جنرل پرویز کو اس بات کا ادراک ہوجانا چاہیے کہ فردِ واحد کی حیثیت سے تنہا فیصلے ملک وقوم کے حق میں کبھی بہتر نتائج کے حامل نہیں ہوئے۔ماضی میں بھی جنرل ایوب خان، جنرل یحیٰی خان اور جنرل ضیاء الحق کے ذاتی اور جبری ٹھونسے جانے والے فیصلوں سے علاقائی، لسانی اور صوبائی تعصب کی آگ بھڑکی۔

مولانا بھاشانی‘ بنگال سے پنجاب آتے تو کہتے: ’’مجھے یہاں ہر چیز سے پٹ سن کی بو آتی ہے۔‘‘

بنگالیوں کے حقوق غصب ہوئے تو مشرقی پاکستان ’’بنگلہ دیش‘‘ بن گیا۔شیخ مجیب الرحمٰن نے آخر وقت تک کہا:

’’میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان رابطے کا آخری آدمی ہوں، میں پاکستانی ہوں،
مجھے کھو کر آپ کو نقصان ہوگا۔‘‘

لیکن انہیں گرفتار کرکے جیل بھیج دیا گیا۔نتیجتاً بنگالی بھائی ہم سے ہمیشہ کے لیے روٹھ گئے۔

جنرل پرویز نے افغانستان کی اسلامی حکومت کے خاتمے کے لیے امریکی حمایت اور پاکستان کو ’’فرنٹ لائن سٹیٹ‘‘ بنانے کا فیصلہ بھی تنہا کیا۔نتیجتاً پاکستان میں امریکی مداخلت کو تقویت ملی اور اب متاثرین زلزلہ کی امداد کے بہانے آنے والی امریکی فوج نے پاکستان سے واپس جانے سے انکار کردیا ہے۔سرحد اور آزاد کشمیر میں امریکی فوج نے ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔تنہا فیصلوں کا نتیجہ بھی یہی نکلتا ہے کہ...... ’’آنے والوں کو کہاں روک سکا ہے کوئی‘‘

صورتِ حال آج بھی ۱۹۷۱ء سے مختلف نہیں۔کالا باغ ڈیم پر تینوں صوبے‘ مرکز اور پنجاب سے سخت نالاں ہیں۔قوم پرستوں کا کہنا ہے کہ جنرل پرویز پر پنجاب، سرحد اور بلوچستان میں حملے ہوئے لیکن جواب میں سرحد اور بلوچستان کے نہتے عوام کو فوجی آپریشن کے ذریعے قتل کیا جارہا ہے۔جبکہ پنجاب کے خلاف کوئی فوجی آپریشن نہیں۔مشرقی پاکستان میں بھی فوج نے عوام کے خلاف آپریشن کرکے نقصان اٹھایا اور اب بھی اس عمل کو دہرا کر نقصان ہی ہوگا۔کالا باغ اور دیگر ڈیم ضرور بننے چاہئیں لیکن جنرل پرویز قومی وسیاسی اتفاق رائے پیدا کرنے کی کوشش کریں یا پھر اقتدار سے الگ ہوکر یہ مسئلہ ایک آزاد وخود مختار سیاسی حکومت پر چھوڑ دیں۔اگر وہ تنہا یہ سب کچھ کرنا چاہتے ہیں تو پھر یاد رکھیں کہ:

کالا باغ ڈیم......اک آگ کا دریا ہے......اور......جنرل پرویز کو اس میں کود کر جانا ہے۔